

(۵۸) وَمِنْ كَلَامِ اللَّهِ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

## خطبه (۵۸)

آپ کا کلام خارج کو مخاطب فرماتے ہوئے

تم پر سخت آندھیاں آئیں اور تم میں کوئی اصلاح کرنے والا باقی نہ رہے! کیا میں اللہ پر ایمان لانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو کر جہاد کرنے کے بعد اپنے اوپر کفر کی گواہی دے سکتا ہوں؟ پھر تو میں گمراہ ہو گیا اور پدایت یافتہ لوگوں میں سے نہ رہا۔ تم اپنے (پرانے) بدترین ٹھکانوں کی طرف لوٹ جاؤ اور اپنی ایڑیوں کے نشانوں پر پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ۔ یاد رکھو کہ تمہیں میرے بعد چھا جانے والی ذلت اور کاٹنے والی تلوار سے دو چار ہونا ہے اور ظالموں کے اس ویرے سے سابقہ پڑنا ہے کہ وہ تمہیں محروم کر کے ہر چیز اپنے لئے مخصوص کر لیں۔

علامہ رضیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرتؐ کے اس ارشاد: «وَ لَا يَقِنُ مِنْكُمْ أَبِرٌ» (تم میں کوئی اصلاح کرنے والا نہ رہے) میں فقط «أَبِرٌ»، "ب" اور "ر" کے ساتھ روایت ہوا ہے اور یہ عربوں کے قول: «رَجُلٌ أَبِرٌ» سے لیا گیا ہے جس کے معنی خرمائی درختوں کے چھانٹے والے اور ان کی اصلاح کرنے والے کے میں۔ اور ایک روایت میں «أَثْرٌ» ہے اور اس کے معنی خردیئے والے اور اقوال نقل کرنے والے کے میں۔ میرے نزدیک یہی روایت زیادہ صحیح ہے۔ کویا حضرتؐ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ: "تم میں کوئی خردیئے والا نہ پنجے۔" اور ایک روایت میں «أَبِرٌ» زائے مجھہ کے ساتھ آیا ہے جس کے معنی کوونے والے کے میں اور بلاک ہونے والے کو بھی "آبِر" سمجھا جاتا ہے۔

--☆☆--

کَلَمٌ بِهِ الْخَوَارِجُ

أَصَابَكُمْ حَاصِبٌ، وَ لَا يَقِنُ مِنْكُمْ أَبِرٌ،  
أَ بَعْدَ إِيمَانِ بِاللَّهِ وَ جِهَادِيْ مَعَ  
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَشْهَدُ عَلَى نَفْسِي  
بِإِلْكُفْرِ! لَقَدْ ضَلَّتْ إِذَا وَ مَا أَنَا مِنْ  
الْمُهَتَدِينَ○)! فَأَوْبُوا شَرَّ مَأْبِ،  
وَ ارْجِعُوا عَلَى آثَرِ الْأَعْقَابِ،  
أَمَا إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ ذَلِلًا شَامِلًا، وَ  
سَيِّفًا قَاتِلًا، وَ آثَرَةً يَتَّخِذُهَا الطَّالِبُونَ  
فِيهِمْ سُنَّةً.

قوله علیہ السلام: «وَ لَا يَقِنُ مِنْكُمْ أَبِرٌ»، یُرُوی بِالْبَاءِ وَ الرَّاءِ وَ مِنْ قَوْلِهِمْ: «رَجُلٌ أَبِرٌ» لِلَّذِي يَأْبِرُ النَّحْلَ  
آئی يُخْلِحُهُ. وَ یُرُوی «أَبِرٌ» وَ هُوَ  
الَّذِي يَأْثِرُ الْحَدِيثَ آئی یُرُویْهِ وَ  
یَحْكِيْهِ وَ هُوَ أَصْحَاحُ الْوُجُوهِ عَنْدِی،  
كَانَهُ علیہ السلام قَالَ: «لَا يَقِنُ مِنْكُمْ  
مُحِيرٌ» وَ یُرُوی «أَبِرٌ» بِالزَّايِ الْمُعْجمَةِ  
وَ هُوَ الْوَاثِبُ، وَ الْهَالِكُ أَيَّضًا  
یُقَالُ لَهُ «أَبِرٌ».

-----☆☆-----

م۔ تاریخ شاہد ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کے بعد خوارج کو ہر طرح کی ذلتیں اور خواریوں سے دو چار ہوتا پڑتا اور جب بھی انہوں نے فتنہ انگیزی کیلئے سراٹھایا تو تلواروں اور نیزوں پر دھرتے گئے۔ چنانچہ زیاد ابن ابی، عبید اللہ ابن زیاد، مصعب ابن زیر، حاج ابن یوسف اور مہلب ابن ابی صفرہ نے انہیں صفحہ مستی سے نابود کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ خصوصاً مہلب نے ائمہ برستک ان کا مقابلہ کر کے ان کے سارے دمغم نکال دیئے اور ان کی تباہی و بر بادی تو تمکملہ تک پہنچا کر ہی دم لیا۔

طبری نے لکھا ہے کہ مقام ”سلی سلبری“ میں جب دس ہزار خوارج جنگ و قتال کیلئے سمٹ کر جمع ہو گئے تو مہلب نے اس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ سات ہزار غارجیوں کو تفعیل کر دیا اور بقیہ تین ہزار کرمان کی طرف بھاگ کر جان بچا سکے۔ لیکن واپس عبید اللہ ابن عمر نے جب ان کی شورش انگیزیاں دیکھیں تو مقام سابور میں انہیں گھیر لیا اور ان میں کافی تعداد وہیں پختم کر دی اور جو بچے پچھے رہ گئے، وہ پھر اصفہان و کرمان کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے وہاں سے پھر جتحا بنا کر بصرہ کی راہ سے کوفہ کی طرف بڑھتے تو حارث ابن ابی ریبعہ اور عبد الرحمن ابن مخنف چھ ہزار جنگ آزماؤں کو لے کر ان کا راستہ روکنے کیلئے کھڑے ہو گئے اور عراق کی سرحد سے انہیں نکال باہر کیا۔ یوں ہی تاہم تو ہجملوں نے ان کی عسکری قوتوں کو پامال کر کے رکھ دیا اور آبادیوں سے نکال کر صحراوں اور جنگلوں میں ناک چھاننے پر مجبور کر دیا اور بعد میں بھی جب بھی جتحا بنا کر اٹھتے تو کچل کر رکھ دیتے گئے۔

